بسم اللہ الرحمن الرحیم

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ (القرآن)

غیر اللہ کی نذر و نیاز

از خطاب

شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ راشدی
فضیلۃ الشیخ علامہ رحمہ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

عبدالرحمن میمن

مکتبۃ الدعوۃ السلفیۃ
میمن کالونی، ٹنڈو جام؟ ضلع حیدرآباد، سندھ۔

نام کتاب : غیر اللہ کی نذر و نیاز

مؤلف : فضیلۃ الشیخ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین : عبدالرحمن میمن

صفحات : ۵۵

ناشر : مکتبۃ الدعوۃ السلفیۃ

فہرست

عرض ناشر

اسلام ہر لحاظ سے ایک مکمل مذہب ہے۔ امت محمدیہ بہت ہی خوش نصیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین کے ذریعے ہر کام میں اس کی رہنمائی فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے عملی زندگی کے ذریعے اس کی تربیت کی اور عمل کا ایک بہترین نمونہ پیش کرتے ہوئے صحیح عقائد کو ان تمام اعمال کی اساس قرار دیا۔

آپ ﷺ نے عقائد کی عمدہ تعلیم دی اور اسلامی عقائد کا ایک ایسا جامع دستور پیش کیا، جو تا قیامت انسانوں، خصوصاً امت محمدیہ کے لئے مشعل راہ بنتا رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے ورثاء (علماء حق) قلم و زبان کے ذریعے اس دستوری دفعات کی توضیح وتشریح کرتے چلے آئے ہیں اور تحریر و تقریر کے ذریعے تعلیمات نبویؐ کی نشر و اشاعت کرتے ہوئے عوام الناس کو اصل حقیقت اور صحیح منہج کی طرف رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔

زیر نظر رسالہ ''غیر اللہ کی نذر و نیاز'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ دراصل یہ شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر ہے جو آپ نے ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۸ء کے درمیانی عرصہ میں قیام مکہ کے دوران بیت الحرام میں کی۔

ادارہ ہٰذا نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے اس علمی میراث کو تحریری صورت میں منظر عام پر لانے کے لئے ایک پروگرام مرتب کیا ہے، جس کے تحت ان کے تقریباً ۵۰ تقاریر و خطبات کو تحریری شکل دے دی گئی ہے۔ یہ رسالہ اس پروگرام کی پہلی کڑی ہے۔ ان شآء اللہ وقتاً فوقتاً قارئین کی خدمت میں مختلف موضوعات پر اس طرح کے رسائل پیش کئے جائیں گے۔

اہل ثروت اور دین کا درد رکھنے والے حضرات سے خصوصی طور پر اس کارِ خیر میں تعاون کی درخواست ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اس کو دعوت دین کا اہم ذریعہ بنائے۔ آمین

والسلام
خادم العلم والعلماء
عبدالرحمٰن میمن
مدیر
مکتبة الدّعوة السّلفیّه
میمن کالونی ٹیاری

مقدمہ

انسانی نظام زندگی کی بنیاد توحید خالص پر ہے یہ بنیاد جتنی مستحکم ہوگی اتنی ہی اس پر اٹھنے والی عمارت مضبوط ہوگی اور جتنا اس کا تصور پختہ ہوگا اتنا ہی اسلامی تعلیمات کا رنگ انسانی زندگی پر گہرا ہوگا اور اتنے ہی ان کے اثرات ہمہ گیر ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان ﷺ تک جتنے بھی انبیاء کرام تشریف لائے، انہوں نے عقیدۂ توحید کو اپنانے کی دعوت دی۔

عقیدۂ توحید ہی وہ عقیدہ ہے جو انسان کو تمام قسم کی عبادات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بجا لانے کی تعلیم دیتا ہے۔

انسان اپنی ہر قسم کی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے سرانجام دے اور اپنی کسی بھی قسم کی عبادت میں غیر اللہ کو شامل نہ کرے۔

ان عبادات میں صدقہ وخیرات، نذر ونیاز وغیرہ بھی ایک ہے۔ زیرِ نظر رسالہ میں بھی اس موضوع کو بحثِ گفتگو بنایا گیا ہے، تاکہ عوام الناس میں اس موضوع کے متعلق جو غلط تصور قائم ہے، اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔ اس موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے اس کے اصطلاحات کو سمجھنا ضروری ہے۔

صدقہ وخیرات:

''اللہ پاک سے دنیا یا آخرت کی کوئی مراد پانے کے لئے جب کوئی شخص اس کے دیے ہوئے رزق کا کچھ حصہ غریبوں اور حقداروں پر بلا معاوضہ خرچ کرتا ہے تو اس کا نام صدقہ وخیرات کہلاتا ہے۔''

اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرنا،

اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے خرچ کرنا، اللہ کی تعظیم کے لئے خرچ کرنا بھی کہتے ہیں۔ تمام قوموں میں یہ عمل، خدمتِ خلق، انسانی ہمدردی اور شرافت کا بہت بڑا نشان خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن اسلام میں صدقہ وخیرات صرف اخلاقی فضیلت ہی نہیں بلکہ مالی عبادت اور دین کا حصہ ہے۔

صدقہ جاریہ:

صدقہ وخیرات کی ایک قسم کا نام "صدقہ جاریہ" ہے۔ چنانچہ جب کوئی شخص اللہ کے نام پر ایسی جگہ خرچ کرے جس کا فیضان دیر تک جاری ہو تو اس کا نام صدقہ جاریہ ہوگا۔ مثلاً مسجد قائم کرنا، مدرسہ قائم کرنا، ہسپتال بنانا، کوئی سڑک یا پل بنانا وغیرہ۔

اس کو صدقہ جاریہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ خیرات کرنے والے کو اس کا اجر وثواب اس وقت تک ملتا رہتا ہے، جب تک وہ چیز قائم ہے اور لوگوں کو نفع پہنچاتی رہتی ہے۔

نذر ونیاز:

جس صدقہ اور عمل کو اللہ پاک نے اپنے بندوں پر لازم نہ کیا ہو، از خود اپنے اوپر لازم کرنے کے لئے عہدو پیمان کو عربی زبان میں نذر، فارسی میں نیاز اور اردو میں ،منت ماننا اور سندھی میں «باس باسڻ» کہا جاتاہے۔
کسی بھی قسم کے صدقہ وخیرات یا نذر ونیاز کا مقصد یہ ہے کہ جس کے نام پر خرچ کیا جائے وہ خرچ کرنے والے کی کوئی حاجت پوری کرے یا مشکل حل کرے۔ وہ اس سے راضی اور خوش ہو، اس کے مال ودولت، کھیتی باڑی میں برکت ڈالے، اس سے تمام نقصانات کو دور کردے۔ اگر ان کے نام کی "نذر ونیاز" ادا نہ کی گئی تو وہ ان سے ناراض ہوکر اس کے کاروبار، کھیتی باڑی، مویشیوں وغیرہ کو تباہ کردیں گے، بچے بیمار پڑ جائیں گے، وغیرہ۔
مثلاً: گیارہویں کی نیاز، امام جعفر کے کونڈے، شہیدوں کے نام کی

سبیل، شاہ مدار کا مرغا، بری امام کا بکرا، حاجی غائب کی چادر وغیرہ۔

قرآن وسنت کی رو سے یہ بات ثابت ہے کہ حاجت روا، مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہے۔ اس لئے عمل کا ہر وہ قسم جس میں عبادت کا عنصر موجود ہو، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کی ذات کے لئے مخصوص ہے۔ اس میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں بنایا جاسکتا۔

قرآن وسنت اور ائمہ فقہ کے اقوال سے بھی یہ ثابت ہے بلکہ اس پر پوری امت کا اجماع بھی ہے کہ نذر ونیاز، صدقہ وخیرات عبادت ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام مذکورہ بالا اعمال سرانجام دینا صریح شرک ہے۔

صدقہ وخیرات، نذر و نیاز، چڑھاوے اور بھینٹ میں فرق

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ صدقہ وخیرات اور نذر نیاز اس مالی عبادت کو کہا جاتا ہے جو کوئی آدمی اپنی دنیا وآخرت کی کوئی مراد پوری کرنے کے لئے اللہ کے دیے ہوئے مال سے کچھ حصہ غریبوں، مسکینوں اور ناداروں پر بلا معاوضہ خرچ کرے جوکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر لازم نہیں کی ہو بلکہ اس بندے نے اپنے اوپر خود لازم کی ہو۔

اس کے برعکس بت خانے، آتشکدے یا آستانے اور کسی درگاہ یا ایسی جگہ جہاں غیر اللہ سے مرادیں مانگیں جائیں، ان کے نام کا میلا لگایا جائے، صدقہ خیرات کیا جائے، ان کے نام پر قربانی کی جائے چڑھاوا اور بھینٹ کہلاتا ہے۔

عہدِ جاہلیت میں نذر و نیاز کا تصور

ہر ملک اور قوم میں صدقہ وخیرات، نذر ونیاز اور بھینٹ چڑھانے کا عام رواج رہا ہے۔ چنانچہ مشرک وکفارِ عرب میں بھی مختلف النوع نذر

و نیاز کی صورتوں کا پتہ ملتا ہے۔ ان کی بعض نذریں اللہ کے نام اور بعض غیراللہ کے نام اور بعض اللہ اور غیراللہ دونوں کے نام ہوتی تھیں۔ قرآن مجید نے اس کی مندرجہ ذیل صورتیں بیان فرمائی ہیں:

اول: غیر اللہ کے لئے کسی حلال چیز کے استعمال کی نذر و نیاز۔
دوم: غیراللہ کے لئے کسی حلال چیز کے ''ترک استعمال'' کی نذر و نیاز۔
سوم: غیراللہ کے لئے کسی حرام کام کی نذر و نیاز۔
چہارم: غیراللہ کے لئے کسی خود ساختہ رسم اور ضابطے کی نذر و نیاز۔
پنجم: غیراللہ کے لئے کسی نشان اور علامات کی نذر و نیاز۔
ششم: غیراللہ کی عبادت گاہ پر کوئی جانور ذبح کرنے کی نذر و نیاز۔

اول: کسی چیز کے استعمال کو غیراللہ کی نذر کرنا

کفارِ عرب زمین کی پیداوار اور جانوروں کا کچھ حصہ اللہ پاک کی نذر کرتے اور کچھ حصہ غیراللہ کی نذر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں اس باطل عقیدہ کی تردید فرمائی ہے:

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ [1]

''ان لوگوں نے اللہ کے لئے خود اس کی پیدا کی ہوئی کھیتوں اور جانوروں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے لئے ہے۔ اپنے خیال میں اور یہ حصہ ہمارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کا ہے وہ اللہ کو نہیں پہنچتا اور وہ حصہ جو اللہ کے لئے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ سکتا ہے یہ لوگ کیسے برے فیصلے کرتے ہیں۔''

بعینہٖ یہی عقیدہ موجودہ معاشرہ میں بھی رائج ہے۔ جب فصل تیار

(۱) الانعام: ۱۳۶

ہوتی ہے اور اس کی پیداوار کی تقسیم ہوتی ہے تو اس وقت اولیاء اللہ کے نام درمیان سے حصّہ نکالتے ہیں جس کو نام دیتے ہیں کہ یہ بادشاہ پیر (شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ)، بھٹائی (شاہ عبداللطیف) وغیرہ کا حصہ ہے۔

دوم- کسی چیز کے ترکِ استعمال کو غیر اللہ کی نذر کرنا

کفارِ عرب میں بعض مرتبہ کسی چیز کے ترکِ استعمال کو غیراللہ کی نذر کرتے تھے کہ یہ اونٹ یا جانور فلاں دیوتا یا بت کی نذر ہے، اس کو آزاد کردیتے تھے۔ یعنی اس اونٹ کو سواری کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا تھا اور اس کا گوشت تک استعمال نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کو باربرداری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر اس کو استعمال کیا تو دیوتا کا غضب ہوگا اور استعمال کرنے والا ہلاک ہوجائے گا۔ بعینہٖ یہی عقیدہ ہمارے معاشرہ میں بھی موجود ہے۔ علاقوں میں کئی ایکڑ زمین اور جنگلات پیروں کے نام منسوب ہیں جہاں نہ تو گھاس کاٹنے کی اجازت ہے اور نہ وہاں کی لکڑی استعمال کرتے ہیں۔ وہاں ان پیروں کے نام کے جانور بھی چھوڑے ہوئے ہیں جن کا دودھ صرف درگاہوں پر بیٹھے ہوئے مجاور استعمال کرسکتے ہیں۔ باقی تمام لوگوں کے لئے ممنوع ہے اور لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر وہاں سے لکڑی توڑی یا گھاس کاٹی یا وہاں کوئی اور چیز اپنے مصرف میں لائی گئی تو پیر صاحب ناراض ہوجائیں گے اور کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ المائدہ میں اسے مشرکانہ نذر قرار دیا اور اس عقیدہ کو باطل ٹھرایا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ (۱)

"اللہ پاک نے نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ نہ وصیلہ اور نہ

(۱) المائدہ: ۱۰۳

حام مگر یہ کافر لوگ اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں، ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔''

الغرض کسی جانور کو بحیرہ، سائبہ، وصیلہ یا حام وغیرہ کے نام دے کر حرام قرار دینا اور اس کی حرمت کو غیراللہ کی نذر کرنا، صریح شرک ہے۔ قرآن مجید اس قسم کے جانور اور اشیاء کی خود ساختہ حرمت کا انکار کرتا ہے۔ ان کے ممنوع الانتفاع ہونے کو تسلیم نہیں کرتا۔

سوم۔ کسی حرام کو غیراللہ کی نذر کرنا

کفارِ عرب بعض مرتبہ اپنے ان معبودان کو راضی کرنے کے لئے اپنی اولاد تک ان کی بھینٹ چڑھا دیتے، اگرچہ اولاد کو قتل کرنا ہر لحاظ سے ناپسندیدہ اور حرام ہے۔ لیکن مشرک اپنے دیوتاؤں کی نذر ونیاز کو کارِ ثواب سمجھ کر اس کام کو سرانجام دیتے تھے۔

بعینہٖ یہی عقیدہ ہمارے معاشرہ میں بھی موجود ہے۔ جیسے قلندر شہباز کے عرس کے موقعہ پر کنواری لڑکی کو مہندی لگا کر عروسی جوڑا اس نیت سے پہنایا جاتا ہے کہ اگر اس طرح نہ کیا گیا تو وہ ناراض ہوجائیں گے۔ اس کے علاوہ دنیا کے مختلف خطوں میں مختلف قسم کی رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ سورہ الانعام آیت ۱۳۷ میں اللہ تعالیٰ نے اسے باطل عقیدہ اور مشرکانہ فعل قرار دیا ہے۔

چہارم۔ کسی رسم کو غیراللہ کی نذر کرنا

کفارِ عرب اپنی بنائی ہوئی بعض رسموں کو بھی غیراللہ کی نذر کرتے تھے۔ ان کے مذہبی پیشوا، گدی نشین، ان بزرگوں کی یاد مناتے، ان کے عرس منعقد کرتے تھے اور ان کی شان میں قصائد گو ہوکر ان کی کرامات بیان کرتے اور عجیب وغریب واقعات بیان کرکے لوگوں کو مرعوب کرتے تاکہ ان کے گرویدہ ہوکر ان کے نام کی نذر ونیاز کریں۔

بعینہٖ یہی عقیدہ موجودہ معاشرہ میں مروجہ ہے۔ کفارِ عرب کے مذہبی پیشواؤں کی طرح اولیاء کرام کے نام پر ان کے تہواروں کو مذہبی تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے اور منع کرنے والوں کو مختلف قسم کے القابات سے نوازا جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں سورۃ الانعام آیت ۱۳۸ میں اس قسم کے تمام افعال وعقائد اور نذر ونیاز کو مشرکانہ وحرام ٹھرایا گیا ہے۔

پنجم۔ کسی نشان کو غیر اللہ کی نذر کرنا

جس طرح غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا یا غیر اللہ کے نام زمین کی پیداوار کرنا شرک ہے، اسی طرح کسی نشان اور علامت کو بھی غیر اللہ کی نذر کرنا شرک ہے۔

جیسے سر پر چوٹی کو بطور نذر لازم ٹھرانا، لنگن پہننا، بدھی باندھنا، چھڑی رکھنا، گلے میں گھنٹیاں اور موتیوں کے ہار پہننا، پاؤں میں گھنگرو باندھنا، ننگا رہنا، لمبے لمبے بال رکھنا یا سر منڈوانا، مخصوص قسم کا لباس زیب تن کرنا، جھنڈیاں آویزاں کرنا، مکانوں، دکانوں، مشینوں، کارخانوں اور گھروں میں مختلف پیروں، فقیروں اور مرشدوں کی تصاویر اور ان کے کوئی نشان وغیرہ لٹکانا کہ وہ باعثِ برکت اور نقصان سے بچاؤ کا سبب ہیں، یہ بھی شرک ہے۔

غیر اللہ کی نذر ونیاز شرک ہے

از روئے قرآن:

ہر قسم کا صدقہ وخیرات، نذر ونیاز قرآن کی رو سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہونا چاہیے۔ اگر کسی غیر اللہ کے لئے کی گئی تو وہ شرک ہے۔[1]

---

(۱) سورۃ النحل آیت ۵۳،۵۴

غیراللہ کی نذر و نیاز کی کوئی دلیل نہیں۔[1]
غیراللہ کی نذر و نیاز کھانا حرام ہے۔[2]
زمین کی پیداوار اور جانوروں کو غیراللہ کی نذر کرنا شرک ہے۔[3]
غیراللہ کے نام پر جانور قربان کرنا شرک ہے۔[4]
غیراللہ کی عبادت گاہ (مزار، آستانہ وغیرہ) پر جانور ذبح کرنا حرام ہے[5]

از روئے حدیث

جسطرح قرآن نے غیراللہ کی نذر و نیاز کو شرک کہا ہے، اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے غیراللہ کی نذر و نیاز کو حرام ٹھرایا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:
(۱) قبروں کے پاس جانور ذبح کرنا منع ہے۔[6]
(۲) غیراللہ کی نذر و نیاز کے لئے ذبح کرنے والا ملعون ہے۔[7]
(۳) جنوں کے لئے ذبح کرنا حرام ہے۔[8]
(۴) غیراللہ کی عبادت گاہ پر نذر پورا کرنا حرام ہے۔[9]

از روئے فقہ

فوت شدہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر اپنی مرادیں پوری کرنے کے

---

(۱) سورۃ النحل: ۵۶
(۲) البقرہ: ۱۷۳
(۳) الانعام: ۱۳۶
(۴) الانعام: ۱۶۳
(۵) المائدہ: ۳
(۶) ابوداؤد، کتاب الجنائز
(۷) مسلم شریف کتاب الاضاحی، نسائی کتاب الضحایا
(۸) بیھقی کتاب الضحایا
(۹) ابوداؤد ۲: ۴۶۹

لئے دعائیں مانگنا، چڑھاوے چڑھانا فقہاء کرام کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے۔ (۱)

اگر کوئی آدمی کسی قبر پر آئے اور یہ کہے کہ اے میرے آقا! اے بابا جی! اے پیر صاحب! اے فلاں ولد فلاں! اگر میرا گم شدہ گھر آجائے یا میرا مریض ٹھیک ہوجائے یا میری حاجت پوری ہوجائے تو میں آپ کے لئے اتنا سونا یا چاندی، غلّہ یا اتنی موم بتیاں یا تیل چڑھاوا چڑھاؤں گا تو اس قسم کی نذر ونیاز کے باطل ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔ (۲)

الغرض قرآن وسنت، محدثین وفقہاء امت کے اقوال اور اجماع سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نذر و نیاز عبادت ہے جو کسی صورت میں بھی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہر قسم کی نذر ونیاز صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کریں۔ اللہ تعالی! ہمیں صحیح عقیدہ اختیار کرنے اور صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام
خادم العلم والعلماء
عبدالرحمٰن میمن
مدیر مکتبۃ الدعوۃ السلفیۃ

(۱) الدر المختار کتاب الصوم: ۹۶
(۲) فتاویٰ عالمگیری ۱: ۲۱۶، رد المختار ۲: ۱۳۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا وَّعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ☆ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ☆ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا لَہُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ وَمَغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ☆﴾ (۱)

''مؤمن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب اللہ کی آیات انہیں سنائی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور جو کچھ مال ودولت ہم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے مؤمن ہیں۔ ان کے لئے ان کے رب کے ہاں درجات ہیں، بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔''

معزز سامعین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسلمانوں کا دین اور مذہب وہی ہوسکتا ہے جو ان کے نبی اور رسول ﷺ کا مذہب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اس کا جو بھی مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہوسکتا ہے اور ہمارا عقیدہ بھی وہی ہوسکتا ہے جو ہمارے رسول ﷺ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مذہب کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا آپ لوگوں کے سامنے اس بات کا اظہار فرمائیں:

﴿قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ☆ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ☆﴾ (۲)

''آپ ان سے کہیئے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک

---

(۱) الانفال: ۲ تا ۴

(۲) الانعام: ۱۶۲-۱۶۳

نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں اولین فرمانبردار ہوں۔''

اے نبی ﷺ! آپ یہ اعلان کردیجئے کہ میری جتنی عبادتیں ہیں، خواہ وہ جانی ہوں، مالی ہوں، بدنی ہوں، رکوع وسجود ہوں یا صدقات وخیرات ہوں۔ اسی طرح ہمارا جینا اور ہمارا مرنا، سب کچھ ایک اللہ کے لئے ہے۔ لَا شَرِيْکَ لَهٗ اس میں کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں، نہ کوئی ملک مقرب، نہ نبی مرسل، نہ کوئی عالم، نہ حاکم، نہ ہی کوئی بادشاہ اور نہ ہی کوئی ولی اس کی قدرت میں اس کا شریک ہے،

﴿وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ﴾ اور آپ یہی کہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی عقیدہ، اسی مذہب اور اسی مسلک کا حکم ہوا ہے۔

﴿وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ اور اس کے حکم کے آگے جھکنے والا، قبول کرنیوالا، تابعداری کرنے، ماننے اور تسلیم کرنے والا سب سے پہلا میں ہی ہوں۔

اب اندازہ کیجئے! کہ رسول اللہ ﷺ کا دین یہ ہے کہ ہماری ساری نیکیاں، ہمارے سارے اعمال، ہماری ساری قربانیاں ایک اللہ کے لئے ہونی چاہئیں۔

جیسا کہ فرمایا:

﴿وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

﴿وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اور قتال کرنا پڑے تو اللہ کی راہ میں کرو۔

یعنی تمام کام اسی کی سبیل، اسی کی راہ میں کرنے کا حکم ہے اور کوئی سبیل نہیں بتلائی۔

ہمارے ہاں تو کئی سبیلیں ہوتی ہیں۔ خدا جانے یہاں ہوتا ہے یا نہیں۔ (مراد سعودی عرب ہے) ہمارے ملک میں تو یہی ہوتا ہے، محرم کا

مہینہ آتا ہے تو کئی سبیلیں لگ جاتی ہیں، ان کے اوپر لکھا ہوتا ہے:

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی
پیاسو یہ سبیل ہے شہیدوں کے نام کی

حالانکہ سبیل ایک اللہ کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی سبیل نہیں بتلائی گئی، بلکہ قرآن نے کسی کی سبیل نہیں بتلائی۔ حدیث نے کسی کی سبیل نہیں بتلائی، ائمہ مجتہدین نے، سلف صالحین نے کوئی دوسری سبیل نہیں بتلائی، بلکہ قرآن نے دو سبیلیں بتلائیں ہیں، تیسری کوئی نہیں۔

ایک سبیل اللہ کی۔

دوسری سبیل شیطان کی۔

جو کام خواہ وہ بدنی ہو، خواہ مالی اگر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو وہ فی سبیل اللہ ہے۔ اگر کسی اور کے نام پر ہے تو وہ فی سبیل الشیطان ہے۔

نیک اور صالح لوگ اس بات سے مبرّا ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے جائیں اور کسی کام میں اس کے ساتھ شریک کیے جائیں۔ وہ قیامت کے دن انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہمیں پتہ نہیں کہ تم کس کے نام کی نیاز دے رہے تھے اور کس کو پکار رہے تھے اور کس کو یاد کررہے تھے؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کا مکالمہ یوں بیان فرمایا ہے:

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ☆ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ☆﴾ [1]

”اور جس دن ہم سب کو اکٹھا کردیں گے، پھر جن لوگوں نے شرک کیا تھا انہیں کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔

---

(۱) یونس: ۲۸ تا ۲۹

پھر ہم انہیں علیحدہ کردیں گے تو ان کے شریک انہیں کہیں گے کہ تم ہماری بندگی کرتے ہی نہیں تھے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کافی ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔"

سورۃ یونس کے تیسرے رکوع میں فرمایا کہ: ہم سب کو اٹھائیں گے، جن کو پوجتے ہو ان کو بھی اٹھائیں گے، سامنے کھڑا کردیں گے، دونوں کو الگ الگ کرکے کھڑا کریں گے۔ اس وقت وہ کہیں گے:

﴿مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ﴾ تم ہم کو نہیں پوجتے تھے۔

ہمارے نام کا کچھ نہیں کرتے تھے۔ ہمارے نام کی نیاز نہیں کرتے تھے، ہمارے نام کی سبیل نہیں لگاتے تھے، تمہارا ہمارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں گے کہ اللہ گواہ ہے کہ ہمیں کوئی پتہ نہیں کہ تم کس کو پکارتے تھے؟

فرشتوں کی باری آئے گی، تو وہ بھی انکار کریں گے۔

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۞ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ۞﴾ [1]

"اور جس دن اللہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا، پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: تو پاک ہے، ہمارا سرپرست تو ہے نہ کہ یہ (مشرک) بلکہ یہ لوگ تو جنوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں اکثر انہی پر ایمان رکھتے تھے۔"

سورۃ سبا پانچویں رکوع میں ہے کہ:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اٹھانے کے بعد فرشتوں سے پوچھے گا:

﴿أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۞﴾ کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے؟

---

(۱) سبا: ۴۰، ۴۱

فرشتوں کی بھی پوجا ہوتی ہے

فرشتوں کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ قدیم زمانے میں تو کچھ اور ہی طریقے سے ان کی پوجا ہوتی تھی۔ وہ لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بناتے تھے۔ آج کل تو فرشتوں کے پوجنے کا نیا طریقہ ایجاد کیا ہوا ہے۔ آپ نے کبھی مولویوں کے تعویذ کھولے ہیں............؟؟ ان کے اندر یَـــا جِبْـرَائِیْـل، یَا مِیْکَائِیْل، یَا اِسْرَافِیْل اور یَا عِزْرَائِیْل لکھا ہوا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ملک مؤکل ہیں، دنیا کو یہی چلاتے ہیں، حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُـمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا﴾ (۱)

''اللہ تعالیٰ یقیناً آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ کہیں سرک نہ جائیں اور اگر وہ سرک جائیں تو اس کے بعد انہیں کوئی بھی ان کو اسی جگہ پر برقرار نہیں رکھ سکتا۔ بلاشبہ وہ بڑا بردبار اور معاف کرنے والا ہے۔''

سورۃ فاطر کے آخری رکوع میں فرمایا کہ:

''ان آسمانوں اور زمینوں کو تھامنے والا، گرنے سے بچانے والا کون ہے......؟'' صرف ایک اللہ ہے۔ اگر وہ گرجائیں تو ان کو ایک اللہ کے سوا کوئی روک نہیں سکتا۔ کوئی بچا نہیں سکتا۔

﴿اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ﴾

اس کے بعد کوئی ان کو بچانے والا، روکنے والا نہیں ہے۔

تو وہ کہتے ہیں کہ یہ ملک مؤکل ہوں گے۔ ہاں! مولویوں کے تعویذوں میں یہ نام لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھیں

(۱) فاطر: ۴۱

گے:

﴿اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ☆﴾

کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے۔ تو وہ کیا جواب دیں گے؟

﴿قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ﴾ ہماری توبہ! یا اللہ! تیری شان پاک ہے۔ ہمارا سرپرست تو ہے نہ کہ یہ (مشرک) ہمارا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، ہمارا ان کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ یہ ہم کو نہیں پوجتے تھے۔

﴿بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ﴾

بلکہ یہ تو شیطانوں کو پوجتے تھے، جنوں کو پوجتے تھے۔

اب بتائیں! یہ جبرائیل اور میکائیل کس جن یا شیطان کا نام ہے؟

دو ہی جواب ہیں۔ ہاں یا نہ:

﴿اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ☆﴾

ان میں سے اکثر ان ہی پر ایمان رکھتے تھے۔

ان کا کہا مانتے ہیں، ان کے کہنے پر انہوں نے یہ کام کیا ہے۔

سمجھ میں آئی بات......؟؟

تو اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی بھی عبادت کی جاتی ہے، وہ شیطان کی عبادت میں شمار ہوتی ہے۔

﴿وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا﴾ (۱)

''وہ شیطان کو پکارتے ہیں۔''

سبیلیں دو ہی ہیں

اسی طرح جن کی سبیلیں لگائی جاتی ہیں، وہ دراصل شیطان کی سبیل ہے۔ اللہ کے سوا کسی کی بھی سبیل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے دو سبیلیں

(۱) النساء: ۱۱۷

بتائیں۔

چنانچہ سورۃ النساء کے دسویں رکوع میں فرمایا کہ:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا﴾ (۱)

''جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔ تو ان شیطان کے دوستوں سے خوب لڑو (جنگ کرو) یقیناً شیطان کی چال کمزور ہوتی ہے۔''

یعنی ایماندار اللہ کی سبیل میں جہاد کرتے ہیں، قتال کرتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی سبیل میں مرتے ہیں۔ قرآن نے دو سبیلیں بتائیں ہیں۔

پیاسو یہ سبیل ہے شہیدوں کے نام کی۔

کس شہید نے تم کو حکم دیا......؟؟

نبی ﷺ کے زمانے میں کئی لوگ شہید ہوئے، کسی ایک شہید کی بھی سبیل نہیں لگائی گئی۔ جاکے مولویوں سے پوچھو۔

﴿وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ﴾ (۲)

''اور انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرتے تھے۔''

کیا ان کی سبیلیں لگائی گئیں......؟؟

امیر عمر رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے۔ کیا ان کی سبیل لگائی گئی؟ عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے، کیا ان کی سبیل لگائی گئی؟ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا، کیا ان کی سبیل لگائی گئی؟ چلو بتاؤ! حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اس کے کسی بیٹے، کسی پوتے نے ان کے نام کی سبیل لگائی؟ تو پھر یہ دین کہاں سے

---

(۱) النساء: ۷۶

(۲) البقرہ: ۶۱

آیا......؟ جبھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

(۱) من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد[۱]

ایک اور روایت میں ہے کہ:

(۲) من عمل عملاً لیس علیه امرنا فهو رد [۲]

یعنی (ا) ہمارے دین کے اندر جس نے ایسی بات نکالی جو اس میں پہلے نہیں ہے۔ (۲) ہم نے اس کے کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا۔ ہم نے اس پر کوئی عمل نہیں کیا تو وہ مردود ہے، وہ باطل ہے۔

میرے دوستو! یہ وہ چیز ہے جس کا اسلام کے اندر کوئی وجود نہیں ہے۔ تو جو چیز اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے، وہ کسی مخلوق کے لئے نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ [۳]

''میرے راستے میں خرچ کرو۔''

میرے لئے سبیل لگاؤ، یتیموں کو کھلاؤ، مسکینوں کو کھلاؤ، محتاجوں کو کھلاؤ، ان کی حاجتیں پوری کرو، اللہ کی سبیل میں، جہاد میں، دین میں، علم میں، تبلیغِ دین میں، اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرو۔

اب اگر تم دوسروں کا نام لو تو یہ تم نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور یاد رکھو یہ شرک ایسا بڑا گناہ ہے جس کے مقابلے میں کوئی اور گناہ ہے ہی نہیں۔

شرک کی تعریف

شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں، اللہ تعالیٰ کی صفت میں یا

---

(۱) بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود رقم الحدیث:۲۶۹۷.

(۲) مسلم فی الا قضیة باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور.

(۳) البقرہ:۱۹۵

اللہ تعالیٰ کی کسی عبادت یا کسی ایسے عمل میں جو اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جاتا ہے، اس میں کسی مخلوق کو شریک کرنا۔

شرک کی کوئی معافی نہیں

یہ اتنا عظیم گناہ ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا﴾ (۱)

''بلاشبہ اللہ شرک کو کبھی معاف نہ کرے گا اور اس کے علاوہ وہ جسے چاہے معاف کردیتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا، اس نے بہتان باندھا اور بہت بڑا گناہ کیا۔''

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ اس کی صفت میں کسی مخلوق کو شریک کیا جائے۔ اس کی شان میں کسی مخلوق کو شریک کیا جائے۔ جو بات اللہ تعالیٰ کے لئے منسوب ہے وہ کسی اور کے لئے منسوب کی جائے۔

﴿لا یَغْفِرُ﴾ نہیں معاف کرے گا۔

اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں، جس کو چاہے معاف کرے، جس کو چاہے معاف نہ کرے، لیکن شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ کیوں کہ شرک کرنے والے نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا﴾ (۲)

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے۔''

اور ساتھ ہی فرمایا:

---

(۱) النساء:۴۸
(۲) الانعام:۲۱

﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا﴾ (۱)
''اور جس نے کسی کو اللہ کا شریک بنایا وہ گمراہی میں دور تک چلا گیا۔''

یعنی جس نے شرک کیا وہ بہت دور چلا گیا۔
اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا کے لئے کرتے ہیں، اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے، اس کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں، تو وہ قبول فرماتا ہے۔ وہ ہمارے حالات کو، ہماری نیات کو، ہمارے عقیدہ کو، ہمارے تقویٰ کو جانتا ہے کہ ہم نے کس خیال سے خرچ کیا؟ چاہے ہماری نیکیاں ہوں یا برائیاں، وہ انہیں اچھی طرح جانتا ہے۔ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی غیب دان نہیں

اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو ہم پکارتے ہیں، جن کے نام کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور جن کے لئے نذر و نیاز کرتے ہیں، یا جن کے لئے ہم سبیلیں لگاتے ہیں، کیا ان کو پتہ ہے......؟ خود اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: سورۃ اعراف ۲۳ ویں رکوع میں قرآن کا حکم ہے کہ:
﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ (۲)
''آپ کہہ دیجئے کہ مجھے خود اپنے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں، مگر اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو محض ایک ڈرانے

(۱) النساء: ۱۱۶
(۲) الاعراف: ۱۸۸

اور بشارت دینے والا ہوں، ان کے لئے جو ایمان لے آئیں۔''

اے نبی (ﷺ)! آپ اعلان کردیجئے کہ میں اپنے لئے نفع ونقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا، اس کی مشیت ہوگی، اس کی چاہت ہوگی۔ نبی اپنے لیے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔

﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾

اگر میں غیب دان ہوتا اور مجھے یہ خبر ہوتی تو ہر جگہ، ہر حال میں پہنچ کر معلوم کرتا۔

نبی ہر جگہ موجود نہیں

آپ نے میلاد میں دیکھا ہے؟ بڑھو! اٹھو اٹھو!! آگئے آگئے! رسول اللہ ﷺ آگئے! کس نے دیکھا......؟؟ جہاد کرتے تھے، ساری دنیا دیکھتی تھی۔ ہم نے نہیں دیکھا تم نے کیسے دیکھا؟ کہتے ہیں کہ تم کو آنکھیں نہیں۔ باقی ہر چیز دیکھتی ہے یا نہیں؟ ایک آدمی کے کہنے پر جو ہمیں سلام پڑھاتا ہے، وہ کہتا ہے آگئے! آگئے! آگئے! کہتے ہیں کہ نبی ہر جگہ موجود ہیں۔ اگر (نبی) ہر جگہ موجود ہے تو تم کو امامت کرانے کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے کوئی صدارت کرسکتا ہے؟؟ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے کوئی قاضی بن سکتا ہے؟؟

قرآن کہتا ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ﴾ (۱)

''تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے تنازعات میں آپ کو حکم تسلیم نہ کریں۔''

خدا کی قسم! یہ مسلمان نہیں ہیں، جب تک کہ فیصلہ تیرے پاس نہ

(۱) النساء:٦٥

لے آئیں۔ اگر دوسری طرف فیصلہ لے گئے تو مسلمان ہی نہیں۔

یہ واقعہ بخاری اور دیگر کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کا واقعہ ہے۔ ایک عورت مسجد کی جھاڑو دیا کرتی تھی، فوت ہوگئی۔ وقت ایسا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع نہیں دی گئی۔ کچھ دن کے بعد آپؐ نے پوچھا کہ وہ عورت کہاں گئی؟ کہا کہ حضرت! وہ تو فوت ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع کیوں نہیں دی گئی؟ (تو صحابہ نے) عرض کیا کہ: آپ کے آرام کا وقت تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ اس کی قبر پوچھی اور وہاں جاکر جنازہ نماز پڑھی۔ فرمایا کہ جب تک میں موجود ہوں، اگر تم نماز پڑھو تو مجھے بتلایا کرو، تاکہ تمہارے میتوں کے لئے نماز پڑھوں۔ میرے نماز پڑھنے سے ان پر رحمت ہوتی ہے۔"[1]

اگر یہ بات ہوتی کہ آپ ﷺ ہرجگہ حاضر ہوتے تو پہلے تو قبر کے متعلق نہیں پوچھتے۔ پھر کہتے کہ میں کل تو وہاں گیا تھا۔ قبر بھی دیکھ آیا تھا، سامنے تھا، میں موجود تھا، آپ کو اس بات کا علم نہیں۔

ہر چیز کا علم صرف اللہ کو ہے

ہر چیز کو جاننا، ہر وقت جاننا، اور ہر آن کو جاننا یہ احکم الحاکمین کا کام ہے۔

سورۃ الانعام کے نویں رکوع میں فرمایا کہ:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۞ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّیْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۞﴾ [2]

(۱) ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۵۲۸۶، مختصر صحیح مسلم رقم الحدیث ۴۷۹۔
(۲) الرعد: ۹، ۱۰

''وہ غیب اور ظاہر باتوں کو جاننے والا ہے سب سے بڑا ہے عالی شان والا ہے۔ تم میں سے اگر کوئی بات کو مخفی طور پر کہے یا پکار کر۔ اس طرح اگر کوئی رات میں چھپا ہوا ہو یا دن میں چل رہا ہو اس کے لئے برابر ہے۔''

فرمایا کہ: غیب اور ظاہر، دونوں کو یکساں جاننا ایک اللہ کا کام ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ یہ دیکھو میرے دونوں ہاتھ ہیں، کیا ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ یہ ہاتھ نظر آتا ہے یہ ہاتھ نظر نہیں آتا۔ ٹھیک ہے نا؟ اللہ کے ہاں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

﴿سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ﴾

چھپ چھپ کر کوئی بات کرے، دل میں خیال کرے یا چلائے اللہ کے ہاں دونوں برابر ہیں۔

﴿وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ﴾

اندھیری کوٹھڑی میں رات کو چھپ کر کام کرو یا سرسبز میدان میں، دن کو بھرے بازار میں کام کرو، دونوں اللہ کے ہاں برابر ہیں۔ تو غیب تو تمہارے یہاں ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں غیب کہاں ہے؟ وہ سب چیزوں کو برابر جانتا ہے۔ یہ تو اس کی شان ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اختیار میں کوئی چیز نہیں

ادھر رسول اللہ ﷺ کو سمجھایا گیا کہ فرمادیجئے:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ [1] آپ فرمادیجئے کہ میں اپنے لئے بھی کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اختیار نہیں رکھتا۔

﴿اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ﴾ مگر جو اللہ چاہے۔

(۱) الاعراف: ۱۸۸

﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ اگر میں غیب دان ہوتا۔
چھپی ہوئی باتوں کو جانتا، ہر چیز جو واقع ہوتی ہے، اس کو جانتا، اس پر مطلع ہوتا تو:
﴿لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ میں کئی خیر کی باتیں اکٹھی کر رکھتا۔
﴿وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ تو مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔
مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں وقت پر یہ مشکل آئے گی۔ ابھی اس کا انتظام کرلوں تو انتظام کرلیتا۔ سمجھ میں آئی بات......؟؟
﴿اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ (۱)
میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمانداروں کو ڈرانے اور خوش خبری دینے آیا ہوں۔
رسول اللہ ﷺ نے تو یہاں تک فرمادیا، اب ہم کس کو سمجھائیں؟

علی رضی اللہ عنہ بھی غیب دان نہیں

علی رضی اللہ عنہ کا قاتل موجود ہے،ان کو معلوم نہیں کہ قاتل میرے پاس کھڑا ہے۔ مجھے قتل کرنے کے لئے انتظار کر رہا ہے۔ ابن ملجم خنجر لے کر کھڑا ہے۔ یہاں میری تاک میں موجود ہے۔ آج مجھ پر حملہ کرے گا۔ یہ ان کو (علی رضی اللہ عنہ) کو بھی خبر نہیں۔ سمجھ میں آئی بات......؟؟
حسین رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا کہ میں قتل کردیا جاؤں گا۔ اگرچہ ان کو یہ یقین ہے پھر بھی جاتے ہیں، تو کیا انہوں نے اپنے آپ خودکشی کی؟ سمجھے ہو......؟ وہی ہوجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔
تو بھائیو! ہم جو یہ نیاز کرتے ہیں یا سبیلیں لگاتے ہیں، جو کچھ کرتے ہیں اسی کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں تاکہ وہ راضی ہوجائے۔ کیونکہ خیرات بھی عبادت ہے۔
زمین وآسمانوں کے خزانوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے

(۱) الاعراف:۱۸۸

﴿فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ﴾ (۱)
''پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے۔''
تمام چیزوں کے خزانے اسی کے قبضے میں ہیں۔ فرمایا کہ:
﴿وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ﴾ (۲)
''کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور اسے ہم ایک معلوم مقدار کے مطابق ہی نازل کرتے ہیں۔''
ہر چیز کے خزانے میرے (اللہ) کے قبضے میں ہیں، مگر تم کہتے ہو:

خدا کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے؟
جو لینا ہے وہ لے لیں گے محمد (ﷺ) سے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے خزانے کسی کو نہیں دیے۔ میرے خزانے میرے قبضے میں ہیں۔ جب چاہوں، جتنا چاہوں، جس کے لئے چاہوں، میں بھیج دوں۔ اس کی رضا کے لئے، اس کی خوشنودی کے لئے نذر کرنا، نیاز کرنا، سبیلیں لگانا، خیرات کرنا، صدقات دینا، یہ بات تو معقول ہے لیکن کسی اور کے لئے معقول نہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام بھی غیب دان نہیں

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے یا نہیں؟ انہوں نے صاف انکار کردیا۔ کیا کہا:
﴿وَکُنۡتُ عَلَیۡہِمۡ شَہِیۡدًا مَّا دُمۡتُ فِیۡہِمۡ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ وَاَنۡتَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ﴾ (۳)
''اور جب تک میں ان میں موجود رہا ان پر نگران رہا۔ پھر جب

(۱) یٰسٓ:۸۳
(۲) الحجر:۲۱
(۳) المائدہ:۱۱۷

تو نے مجھے واپس بلالیا تو پھر تو ہی ان پر نگران تھا تُو تو ساری چیزوں پر شاہد ہے۔"

﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ اور میں ان پر نگران رہا۔
میں نے توحید کی نگہبانی کی، ایک تیری ذات کی پرستش کی، ان کو اس کی تعلیم دی اور یہی سمجھاتا رہا۔

﴿مَّا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ جب تک ان میں موجود رہا۔
جب تک ان میں موجود تھا، حاضر تھا تو ان کو یہی تعلیم دی۔

﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ﴾ پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا۔

﴿كُنتَ اَنْتَ الرَّقِيْبُ عَلَيْهِمْ﴾ پھر تو ہی نگہبان تھا۔
مجھے کیا پتہ کس کو پکارتے تھے؟

جب اللہ تعالیٰ کا نبی خود کہہ رہا ہے کہ جب تک میں ان میں موجود تھا۔ ﴿مَّا دُمْتُ فِيهِمْ﴾

اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو واقعات بتاتے ہیں۔

مریم علیہا السلام کی ولادت کا واقعہ

کیسے ان کی نگرانی ہوئی؟ کیسے ان کو اللہ کے بندوں کے حوالے کردیا گیا؟ انہوں نے آپس میں قرعہ اندازی کی کہ کون اس کی نگہبانی کرے؟ یہ سارے واقعات بیان کرکے فرمایا:

﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾ (۱)

"اے نبی ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں، جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔ آپ اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھے جب اپنے قلم پھینک رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کا سرپرست بنے اور نہ آپ اس

(۱) آل عمران: ۴۴

وقت ان کے پاس موجود تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔"
اے نبی! یہ غیب کی خبر ہم نے تم کو بتلائی، ورنہ جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے تو
﴿وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ﴾ وہاں آپ ان میں موجود نہیں تھے۔
یہ تیر مار رہے تھے، یہ قرعہ اندازی کر رہے تھے کہ کس کا نام نکلتا ہے؟ اس کی بیٹی کی کون پرورش کرے؟
﴿وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾
تم اس وقت وہاں موجود نہیں تھے جب وہ آپس میں جھگڑا کر رہے تھے۔

یوسف علیہ السلام کا واقعہ

قرآن یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان کرکے کہتا ہے کہ:
﴿ذٰلِكَ مِنْ أَنبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوٓا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ﴾ (۱)
"(اے نبی ﷺ!) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔ آپ اس وقت ان کے پاس نہ تھے جب بھائیوں نے ایک بات پر اتفاق کرلیا اور وہ مکارانہ سازش کررہے تھے۔"
یہ غیب کی خبریں ہم نے تم کو بتلائیں، ورنہ وہاں سارے معاملے میں آپ ان کے ساتھ نہیں تھے۔ کنویں میں ڈال رہے تھے، ان کے لئے بری تجویزیں سوچ رہے تھے، جو کچھ بھی وہ کر رہے تھے آپ ساتھ نہیں تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کے واقعات

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کی طرف اشارہ کرتے

(۱) یوسف: ۱۰۲

ہوئے فرمایا:

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ☆ وَلٰكِنَّآ أَنْشَأْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ☆ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ إِذْ نَادَيْنَا...... ﴾[1]

''اور جب ہم نے موسیٰ کے امر (رسالت) کا فیصلہ کیا تو آپ (طور کی) غربی جانب موجود نہ تھے اور نہ ہی (اس واقعے کے) گواہ تھے۔ اس کے بعد ہم نے کئی نسلیں پیدا کیں اور ان پر بہت زیادہ مدت بیت چکی ہے اور آپ مدین کے باشندے بھی نہ تھے کہ انہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتے۔ مگر ہم (آپ کو رسول بنا کر اس وقت کی خبریں) بھیج رہے ہیں۔ نیز آپ طور کے کنارے پر نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ کو) ندا کی۔''

موسیٰ علیہ السلام کے سارے واقعات بتلا کر نبی اکرم ﷺ کو فرمایا کہ ہم نے فیصلہ کیا، دشمن کو برباد کیا، مؤمنوں کو نجات دی، تم وہاں موجود نہیں تھے۔ موسیٰ علیہ السلام ان کو بلا رہے تھے، سمجھا رہے تھے، آپ تو وہاں نہیں تھے۔ ہم نے اس کو طور پر بلایا، وہاں بھی آپ موجود نہیں تھے۔ مدین کے واقعے میں بھی آپ وہاں نہیں تھے۔ یہ ساری باتیں ہم نے بتلائیں آپ تو وہاں موجود نہیں تھے۔

صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ قیامت کے دن اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے......؟

ایک پیر کا واقعہ

آج کل تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر مرشد سے عورت (مریدنی) کو پردہ کروایا تو پیر صاحب قیامت کے دن اس کو کیسے پہچانیں گے؟ اس لئے

(۱) القصص: ۴۴ تا ۴۶

بابا اس کو ان (پیر و مرشد) سے پردہ نہ کراؤ۔ ایک جگہ کا واقعہ ہے کہ ایک پیر صاحب آئے اور کہا کہ سب کو لے کر آؤ۔ پردہ وردہ کچھ نہیں ہے۔ قیامت کے روز میں تم کو کیسے پہچانوں گا؟ ان میں سے ایک آدمی تھوڑا سمجھدار تھا۔ وہ کہنے لگا کہ حضرت جی! آپ کا یہ کہنا ٹھیک ہے۔ آپ ان سب کو اچھی طرح دیکھ لو تاکہ آپ وہاں ان کو پہچان لو۔ لیکن ہم آپ کو کیسے پہچانیں گے؟ ہم بھی نشانی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ درانتی لے کر آیا اور کہنے لگا کہ ہم آپ کا آدھا کان کاٹ دیتے ہیں۔ پھر ہم بھی آپ کو قیامت کے دن پہچان لیں گے۔ سمجھ میں آئی بات......؟؟ (اس دوران کسی نے سوال کیا تو شاہ صاحب نے اس سے کہا کہ نماز کے بعد، درس کے بعد پوچھنا) پیری مریدی کسی بھی طریقے پر ہو ہی نہیں سکتی۔

اچھا چلو آگے!!

تو اب رسول اللہ ﷺ نے کیا کہا......؟

حدیث کے الفاظ ہیں کہ:

يا رسول الله! كيف تعرف من لم ترَ من امتك

"یا رسول اللہ (ﷺ)! جن لوگوں کو آپ نے دیکھا ہی نہیں ان کو آپ کیسے پہچانیں گے؟"

بڑے وہابی ہو!! آپ (ﷺ) تو ہر جگہ موجود ہیں۔

صحابہ کہتے ہیں آپ نے (اپنی امت کے لوگ) دیکھے نہیں، کیسے پہچانیں گے......؟ آپ نے تو یہ نہیں فرمایا کہ میں ہر جگہ موجود ہوں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ "نماز کی وجہ سے، وضو کی وجہ سے، ان کے پانچ اعضاء پاؤں، ہاتھ، پیشانی، اور منہ چمکتا ہوگا۔ میں پہچانوں گا کہ یہ میری امت ہے۔"[1]

اس لئے اسلام نے ہم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں تقرب حاصل

---

(۱) سنن ابن ماجه فی الطهارة وسننها باب ثواب الطهور رقم الحديث: ۲۸۴ عن ابن مسعود قال البانی: حسن صحيح

کرنا سکھایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے اور اس کا تقرب حاصل ہوجائے تو نجات یقینی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ تقرب حاصل کرنے والوں کی صفات یہ بتاتے ہیں:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ [1]

''اور خود کھانے کی محبت کے باوجود مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

پیری مریدی کا مقصد

اگر پیری مریدی سے یہی مراد ہے کہ ہدایت کرنا، تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت کردی۔ اب ان کی ہدایت میں کون سا نقص واقع ہوا کہ ہم دوسروں کو لے لیں (ان کا طریقہ اپنائیں- مرتب) ہاں یہ تو اللہ کی مہربانی ہے۔ اس کی نعمت ہے کہ ہمیں ایسا مرشد دے دیا کہ قیامت تک کسی اور کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ایسا مرشد دے دیا کہ دنیا بھر کے پیروں سے مستغنی کردیا۔ سمجھ میں آئی بات......؟

مقصد

تو میرا مقصد یہ تھا کہ یہ نذر و نیاز ایک اللہ کے لئے شایانِ شان ہے۔ کیونکہ نیاز اس کے لئے ہوتا ہے جو خود بے نیاز ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا نیاز نہیں کرتا، کسی کا محتاج نہیں۔

﴿وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾ [2]

''اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اور تم ہی اس کے محتاج ہو۔''

تم سارے کے سارے محتاج ہو۔ صرف ایک اللہ بے نیاز ہے۔ ہر ایک کا نیاز، ہر ایک عاجز کی عاجزی، ہر ایک کا تضرع، ہر ایک کی عبادت، ناک رگڑنا، گھٹنے ٹیکنا، رکوع سجدہ کرنا، اس کے آگے رونا، گڑگڑانا،

---

(۱) الدھر: ۸

(۲) محمد: ۳۸

اپنے گناہوں کے لئے پشیمان ہونا، اسی کے آگے بجتی ہے، بہتر لگتی ہے جس کے آگے نبی روتے ہیں، جس کے آگے فرشتے کانپتے ہیں۔

﴿يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ﴾ (۱)

''وہ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں جو ان کے اوپر ہے۔''

یعنی ان کے اوپر جو رب ہے، عرش کے مالک سے ڈرتے ہیں۔ فرشتے اللہ کے خوف سے کانپتے ہیں۔

﴿وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ﴾ (۲)

''وہ ہمیشہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔''

وہ اللہ کے ڈر سے بڑے خائف ہیں، کانپتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا مقام

(کیا) دنیا میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی متقی، کوئی عابد، کوئی زاہد، کوئی نیک، کوئی پرہیزگار، افضل خلق الناس ہوا ہے......؟؟ آپ ﷺ کے مقابلے کا کوئی نہیں، لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَ خْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ (۳)

''خدا کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔''

مجھے اللہ کا زیادہ خوف ہے۔ یہ تو اللہ کی شان ہے کہ جس کے لئے یہ سب کچھ کیا جائے، اب دوسروں کا ذکر کرنے کھڑے ہوگئے کہ میرا کام ہو تو گائے دے دوں گا۔

ایک عورت کا قصہ

ایک عورت کا قصہ ہے کہ وہ ایک قبر کے پاس چلی گئی۔ کہنے لگی کہ

---

(۱) النحل: ۵۰

(۲) الانبیاء: ۲۸

(۳) بخاری– کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح رقم الحدیث: ۵۰۶۳

میرے بیٹے کا یہ کام ہوجائے تو میں یہاں ایک بیل ذبح کروں گی، تو بیٹا کہتا ہے: ماں! اپنے پاس بیل تو ہے ہی نہیں۔ وہ عورت آگے (منہ پر) کپڑا دے کر کہتی ہے: بیٹا! صبر کرو، کام نکال لیں پھر کیا دیں گے۔ اب (بتایئے!) یہ کپڑے دینے سے تو نہیں سنتا، لیکن اتنی مٹی میں دفن ہے وہاں سن لیا۔ اب ان عقل کے ماروں کو کون کہے کہ کیا کر رہے ہو؟ اتنی زیرِ زمین میں دفن ہے، وہاں تو اس کی آواز سن لی لیکن کپڑا آگے (منہ پر) دیا تو نہیں سنتا۔ یہ عقل ہے!!

نذر کا مطلب اور شرعی حیثیت

نذر عبادت ہے۔ علماء، فقہاء سارے لکھ چکے ہیں۔ قرآن خود اس کو عبادت بتاتا ہے:

﴿عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا﴾ (۱)

''وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اس کی شاخیں نکالیں گے۔''

وہ عباداللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا﴾ (۲)

''جو اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر سو پھیلی ہوگی۔''

(یعنی) قیامت سے ڈرتے ہوئے اپنی نذر کو پورا کرتے ہیں۔ تو معنیٰ ہوا کہ یہ نذر عبادت ہے۔ اب (بتائیں کہ) عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی ہوتی ہے؟ نہیں ہوگی۔ یہ دوسروں کے لئے نہیں ہوگی، اگر کوئی دوسروں کے لئے کرے گا تو یہ شرک ہوگیا۔ اس لئے کہ یہ ظلم ہے اور قرآن

---

(۱) الدھر: ۶

(۲) الدھر: ۷

میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ظلم بتلایا ہے اور فرمایا ہے کہ:

﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ☆﴾ (۱)

''اور جو کچھ بھی تم (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا کرو یا کوئی نذر مانو تو اللہ اسے خوب جانتا ہے اور ظالموں (اللہ کے حکم کے خلاف خرچ کرنے والوں) کا کوئی معاون نہیں۔''

فرمایا جو بھی تم خرچ کرتے ہو، جو بھی منت مانتے ہو، جو بھی نذر مانتے ہو، اللہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے کہ کیا ہے؟ کس طرح کیا؟ یاد رکھو! کہ اگر اس میں بھی ظلم کرو گے تو بخشے نہیں جاؤ گے۔ تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا۔ اب اس کے ساتھ آیت ملاؤ گے کہ:

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (۲)

''بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (۳)

''جو لوگ ایمان لائے پھر اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا، ان ہی کے لئے امن وسلامتی ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔''

یعنی جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) نہیں کرتے، ان کا ایمان ظلم سے پاک ہے، اس میں ظلم کی ملاوٹ نہیں ہے۔ فرمایا ان کے لئے امن ہے اور ہدایت والے وہی لوگ ہیں۔ اب اگر نذر عبادت ہے تو وہ بھی ایمان ہے، صدقات بھی ایمان ہیں، خیرات بھی ایمان ہے۔ اگر اس میں ہم نے ظلم کی ملاوٹ کردی تو ہم کامیاب نہیں

---

(۱) البقرہ: ۲۷۰
(۲) لقمٰن: ۱۳
(۳) الانعام: ۸۲

ہوسکتے۔ پھر ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ شرک ہوگیا، سارے علماء لکھتے ہیں۔ کتابیں کھول کر دیکھو اور کو چھوڑو، شامی (فقہ حنفی کی کتاب) کو نکال کر دیکھو۔ اس نے صاف لکھا ہے کہ: ''دوسروں کے لئے نذر جائز نہیں۔''

اوّل تو میت بے چاری کسی چیز کی مالک نہیں، اس کا مال تقسیم ہوگیا، اس کی بیوی کا نکاح ثانی ہوگیا، دوسرے خاوند کے گھر میں چلی گئی، کسی چیز کی مالک نہیں۔

دوسری بات یہ کہ نذر بھی عبادت ہے۔ یہ بھی مالی عبادت میں داخل ہے۔ نفقات، ذبح کرنا اور نذر کرنا یہ ساری چیزیں مالی عبادات ہیں۔جب نذر عبادت ظاہر ہوگئی، تو عبادت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہوسکتی۔ یہ شامی میں لکھا ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی موجود ہیں کہ:

لعن اللّٰه من ذبح لغير اللّٰه (۱)

''جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کے لئے ذبح کرتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔''

اب غور کیجئے! ایک آدمی رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتا ہے کہ میں نے نذر باندھی ہے۔ حالانکہ نذر کو پورا کرنا فرض ہے، لازم ہے۔ کہنے لگا میں نے نذر باندھی کہ: ''ان انحر ابلا ببوانة'' (۲)

ایک جگہ کا نام لے کر کہا کہ میں فلاں مقام پر جس کو ''بوانہ'' کہتے ہیں، اللہ کے لئے اونٹ ذبح کروں گا۔ یہ نہیں کہا کہ کسی پیر کے لئے، کسی قبر کے لئے یا کسی لکڑی یا کسی صورت اور کسی مورت کے لئے۔ ایک اللہ کے لئے، اس نے ایک مقام کا نام لیا تو آپ ﷺ فوراً تفتیش کرنے لگ

---

(۱) صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۹۷۸ باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالیٰ ولعن فاعلہ

(۲) ابوداؤد فی الایمان والنذور، باب ما یؤمر بہ من الوفاء بالنذر رقم الحدیث: ۳۳۱۳، قال البانی صحیح.

گئے۔ کیونکہ آپ توحید کا پورا خیال رکھتے تھے، ذرہ برابر شرک کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ سمجھ میں آئی بات......؟؟ آپ نے ایسی جماعت تیار کردی جو خالص اللہ کو ماننے والی تھی۔ چنانچہ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

ایک صحابی نے کہا کہ،

ماشآء اللّٰه وشآء محمد [1]

''جو اللہ نے چاہا جو (اللہ کے رسول) محمد ﷺ نے چاہا۔''

جس طرح ہمارے ہاں یہ طریقہ ہے کہ: ''اللہ اور اس کا رسول یہ کرے گا، نبی یہ کرے گا، اللہ اور پیر یہ کرے گا۔''

ایک واقعہ

مجھے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے۔ میں چھوٹا تھا۔ ٹرین میں بیٹھے تھے تو ایک مانگنے والا آیا۔ مجھے خیرات دو! اللہ اور بادشاہ پیر تمہاری کشتی پار کردے (بادشاہ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کو بولتے ہیں) میں نے کہہ دیا اب اس کی بیڑی ڈوبنے میں دیر نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے ایسا دیکھا ہے کہ دو جگہوں کا مہمان بھوکا مرتا ہے، ایک کہے گا کہ وہاں سے کھانا ملے گا، دوسرا کہے گا کہ وہاں سے کھانا ملے گا۔ اب انہوں نے دو کا نام لیا۔ اب اللہ کہے گا کہ پیر نکالے اور پیر کہے گا کہ اللہ نکالے گا۔ درمیان میں بیڑی (کشتی) اندر چلی جائے گی، ڈوب جائے گی۔ سمجھ آئی بات......؟؟ بہت عرصہ ہوا یہ واقعہ اخبار میں بھی آیا تھا۔ تو میرے دوست! بات اصل یہ ہے کہ نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے۔ تو آپ نے اس کے لئے تفتیش کی۔ میں یہ مثال دے رہا تھا کہ اس نے یہ کہا کہ: ''جو اللہ اور رسول نے چاہا۔'' تو آپ نے اس کو ڈانٹ دیا۔ کیا صحابہ مشرک تھے......؟؟ کبھی کبھی وہ یہ چیز محبت سے کرتے ہوں گے۔

---

(۱) مسند احمد۵: ۳۹۳، رقم الحدیث ۳۲۳۸۷

محبت میں غلو کی ممانعت

ہم تو اپنی طرف سے اور محبت میں یا رسول اللہ، یا محمد، یا علی، یا حسین کہتے ہیں۔ محبت میں یہ بھی غلط ہے۔ محبت میں وہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (۱)

''اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو غیراللہ کو شریک بناتے ہیں، وہ انہیں یوں محبوب رکھتے ہیں جیسے اللہ کو رکھنا چاہئے اور اہلِ ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔''

ایسے مشرک ہیں جو محبت میں اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں (کسی نے بیچ میں نعرہ لگایا تو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ ہمارے سامنے نعرہ مت لگاؤ۔ ہم آپ کے جذبہ کی قدر کرتے ہیں۔ خدا کے واسطے خاموشی سے سنو۔ ہمارے ملک کے لوگ خراب کیے ہوئے ہیں۔ مولوی بیچ میں نعرے لگواتے ہیں تاکہ آرام لے لیں۔ میں اس چیز کا قائل نہیں ہوں۔ بلکل غلط ہے۔ تھوڑا وقت ہے، خاموشی سے سمجھنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو حق سمجھنے کی توفیق عطا کرے)

فرمایا یہ ایسے مشرک ہیں کہ اللہ کے ساتھ محبت میں شرک کردیتے ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾

''اور اہلِ ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔''

لیکن مسلمانوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہوگی۔ اس محبت میں وہ اللہ کی مخلوق کو شریک نہیں کریں گے۔ محبت اللہ کے لئے ہے۔ یا اللہ

---

(۱) البقرہ:۱۶۵

کہتے ہو تو محبت کرتے ہو یا دشمنی کرتے ہو۔ اس میں محبت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر مخلوق چیز کو شریک کردیتے ہیں۔ ہمارا تمہارا عقیدہ تو خراب ہوسکتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کی جماعت کا عقیدہ تو صاف تھا۔ انہوں نے جو یہ کہا کہ ما شآء اللّٰه وما شآء محمد۔ ''جو اللہ چاہے اور محمد (رسول اللہ) چاہے''

یہ صحیح بات ہے کہ ان کا یہ عقیدہ شرکیہ تو نہیں تھا لیکن پھر محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اجعلتني لله ندا – کیا تو نے مجھے اللہ کے ساتھ شریک بنالیا۔ [1]

قولوا ماشآء اللّٰه وحده، – کہو جو ایک اللہ چاہے [2]

اور ایک روایت میں ہے کہ:

ماشآء اللّٰه ثم شآء فلان – جو اللہ چاہے اس کے بعد دوسرے کی مشیت ہوسکتی ہے۔ [3]

﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [4]

''اور تم چاہ نہیں سکتے مگر وہی کچھ جو اللہ رب العالمین چاہتا ہو۔''

یعنی تمہاری مشیت کچھ نہیں جب تک اللہ نہ چاہے۔

خیر یہ تو اپنی جگہ پر مسئلہ ہے۔ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو تقریر یہاں ختم ہوجائے گی۔ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے ایسی جماعت تیار کی جو توحید پر پختہ جماعت ہے۔ تو اس طرح نذر کے مسئلے میں اس شخص نے پوچھا کہ میں ''بوانہ'' میں اونٹ ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس قسم کی نذر باندھی تھی اور نذر باندھنے کے بعد پورا

---

(۱) مسند احمد ۱: ۲۱۴، ۲۸۳، ۲۸۳، ۳۴۷.

(۲) مسند ابویعلی: ۱۱۸۶ رقم الحدیث: ۴۶۵۵.

(۳) السنن الکبریٰ بیہقی ۶: ۲۴۵ رقم الحدیث: ۱۰۸۲۱.

(۴) التکویر: ۲۹

کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس آدمی نے یہ نہیں کہا کہ میں کس چیز کیلئے ذبح کرتا ہوں، کسی نبی کے لئے یا فرشتے کے لئے۔ آپ نے اس کی تفتیش کی۔ صرف یہاں تک نہیں، اس سے نہیں پوچھا بلکہ دوسرے صحابہ سے پوچھا کہ:

هل كان فيها وثن من اوثان الجاهلية يعبد؟ (۱)

''اس مقام پر غیراللہ کی پرستش تو نہیں ہوتی تھی؟''

اللہ کے سوا کسی اور کے آگے سر تو نہیں جھکایا جاتا تھا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت نہیں۔ یہاں ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا کہ:

هل كان فيه عيد من اعيادهم۔(۲)

''وہاں اس جگہ جاہلیت کا میلہ یا کوئی خاص اجتماع یا کوئی خاص دن تو مقرر نہیں تھا؟''

انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا پھر جاکے نذر کو پورا کرو۔ وہی کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو، جو اللہ کی معصیت میں ہو، وہ کوئی نذر نہیں۔ یہاں آپ نے واضح کردیا جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہ اللہ کی عبادت ہے۔ جس میں شرک ومعصیت ہے، وہ نذر نہیں ہے۔ یہ تو دور کی بات ہے، ہم تو فلاں کی نیت، فلاں کی نیت کہتے ہیں۔ آپؐ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ جس جگہ غیراللہ کی عبادت ہوتی ہے، وہاں اللہ کی عبادت بھی نہیں ہوتی۔ جہاں دوسروں کے لئے ذبح کیا جاتا ہے وہاں اللہ کے لئے ذبح نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آپ (ﷺ) نے تفتیش کی۔ فرمایا کہ اس رسم کو زندہ تو نہیں کیا جاتا؟ ان کی جاہلیت کی بات کو زندہ تو نہیں کیا

---

(۱) ابوداؤد– باب ما يؤمر به من وفاء النذر– رقم الحديث:۳۳۱۳

(۲) ایضاً۔

جاتا؟ اس سے منع کردیا۔ تو نذریں اور منتیں خاص اللہ کی عبادتیں ہیں، اب عبادت میں کوئی مخلوق شریک نہیں ہوسکتی۔احادیث کی کئی کتابیں موجود ہیں، علماء سے جاکر پوچھو۔ کبھی کسی صحابی نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کوئی نذر باندھی؟ کسی صحابی نے خلفاء کے لئے نذر باندھی؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کے لئے نذر باندھی؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے، یہ کیا ہے؟ قطعاً نہیں۔ نذر یا عبادت یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ کیونکہ یہ عبادت کی اقسام ہیں۔فرمایا کہ:

﴿قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (۱)

''ان سے کہیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔''

یعنی میری جتنی بھی عبادتیں ہیں، خواہ وہ بدنی ہوں، خواہ وہ مالی ہوں، وہ سب ایک اللہ کے لئے ہیں اور اس میں وہ لاشریک لہٗ (اس میں اس کا کوئی شریک نہیں) ہے۔

ہمارے ہاں ایک رواج (مذہب) چلا ہوا ہے کہ: ''نذر اللہ، نیاز حسین'' ابھی یہ تو دو ہوگئے، مخلوط ہوگئے، ایک تو نہیں ہوا نا۔ ان کو کہتے ہیں ''شرکت''۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ﴾ (۲)

''لہٰذا اللہ تعالیٰ کو اپنا دین خالص کرتے ہوئے پکارو۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے جو عبادت کرو وہ خالص ہو، خواہ وہ جانی ہو یا مالی۔ فرمایا کہ:

---

(۱) الانعام: ۱۶۲
(۲) المؤمن: ۱۴

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ☆﴾ (۱)

''اور انہیں حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ خالص اللہ کی مکمل حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے اس کی عبادت کریں۔ پوری طرح یکسو ہوکر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی درست دین ہے۔''

تمہیں کوئی یہ حکم نہیں ملا کہ فلاں مزار پر حاضری دے دو، تمہیں یہ کوئی حکم نہیں ہوا کہ اس کے لئے نذر اور نیت باندھ لو، تمہیں کوئی حکم نہیں کہ اس کے نام کے کونڈے نکال لو، تمہیں حکم تو یہ ہوا ہے کہ: ''ایک اللہ کی پرستش کرو، خواہ وہ جانی عبادت ہو خواہ مالی۔''

حنفآء کے معنیٰ

حنفآء کے معنیٰ ہیں ہٹنے والے، چھوڑنے والے۔ جن کی پوجا ہوتی ہے، جن کے نام کی نذر ہوتی ہے، ان سب کو چھوڑ کر اللہ کی طرف لوٹ آؤ۔

﴿وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ اس کے لئے رکوع وسجود کریں۔

﴿وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ﴾ زکوٰۃ، صدقات اور خیرات اسکے نام دیں۔

﴿وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ صحیح دین تو یہی ہے۔

جس سے تمہارا نظام برقرار رہے، تمہارے اندر امن قائم ہو، تمہارے فتنے دور ہوں۔ اب اس کا پتہ تو لگے کہ قیامت میں مرنے کا وقت آئے گا۔ حضرت پوچھ رہے ہیں کہ پیری مریدی صحیح طریقے پر ہو۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ صحیح طریقہ کون سا ہے؟ طریقہ تو یہی ہے کہ مرنے کے وقت حضرت آئیں گے، قبر میں حضرت آئیں گے۔ سمجھ میں آئی بات!! قیامت میں حضرت کا دامن لے کر چھوٹ جائیں گے۔ بات تو یہی ہے۔

---

(۱) البینہ: ۵

مریدی کے معنیٰ

مریدی کے معنیٰ یہی ہے کہ آخرت میں نجات ہو، حالانکہ ان سب باتوں کو اسلام رد کرتا ہے۔ اب پہلے مرنے کا وقت ہے۔ قرآن مجید کھول کر دیکھیں، سورۃ اعراف کے چوتھے رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾ (۱)

''حتیٰ کہ جب ان کی روحیں قبض کرنے کے لئے ہمارے فرشتے ان کے پاس آئیں گے تو پوچھیں گے: وہ کہاں ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے......؟ وہ جواب دیں گے: ہمیں کچھ یاد نہیں پڑتا۔ اس طرح وہ خود ہی اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔''

اللہ کے فرشتے ان کی روح قبض کرنے آئیں گے۔ یہ بولتے ہیں کہ حضرت وہاں آکے پہنچے گا۔ اللہ کہتا ہے کہ روح نکالتے وقت فرشتے پہنچیں گے۔ روح نکالتے وقت اور وفات دیتے وقت وہ کیا کہیں گے کہ:

﴿اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾۔ اللہ کے سوا جن کو پکارتے تھے، جن کے چڑھاوے چڑھاتے تھے، جن کی سبیلیں لگاتے تھے، جن کی نذر باندھتے تھے، وہ کہاں ہیں؟ جن کو بلاتے تھے وہ کہاں ہیں؟ کوئی نہیں آیا۔ نیاز بھی کھا گئے، حلوہ بھی کھا گئے، کھیر بھی کھا گئے، آیا تو کوئی نہیں۔

﴿اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے تھے، وہ کہاں ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے کہ: ''وہ نظر نہیں آتے۔'' کہیں گے:

---

(۱) الاعراف:۳۷

﴿ضَلُّوْا عَنَّا﴾ ہم سے تو وہ گم ہوگئے۔
کون کہیں گے؟ یہ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والے، ان کے نام کے چڑھاوے چڑھانے والے۔ میرا یہ کام ہوجائے، میں بکرا دے دوں گا۔ فرمایا ان کو کہا جائے گا کہ:
﴿اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾
کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟
وہ کہیں گے:
﴿ضَلُّوْا عَنَّا﴾ ہم سے وہ گم ہوگئے۔ اپنے اوپر فتویٰ دیں گے۔
اگر ہم کہیں تو جھگڑا ہوجائے، ہم کہیں تو مارا جائے۔
جو قرآن پڑھ کر سناتا ہے تو غصہ اتنا آتا ہے کہ ان کو مار دیں۔
یہ کون ہیں......؟ فرمایا وہی ہیں اور اپنے اوپر فتویٰ دیں گے:
﴿وَشَهِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ.﴾ کون؟ وہی جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے تھے۔ کس وقت؟ جس وقت ان کے مرنے کا وقت آئے گا، روح نکلنے لگے گی۔ روح نکلنے کے بعد تو بات نہیں کریں گے۔ بات تو پہلے ہوتی ہے۔
﴿وَشَهِدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ﴾ اپنے اوپر گواہی دیں گے۔
﴿اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾ ہم تو کافر تھے، مسلمان نہیں تھے۔
اب یہ لفظ قرآن نے بتلادیے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنے والا، اللہ کے سوا کسی اور کے آگے سر جھکانے والا، کسی اور کے نام کا دینے والا اور سبیل لگانے والا اس کا دم اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک وہ اپنے آپ کو کافر نہ کہہ دے تب تک وہ یہاں سے نہ جائے گا۔

قبر کا مرحلہ

اب آیا قبر کا مرحلہ، تو قبر میں کیا پوچھیں گے کہ تیرا پیر کون ہے؟ تیرا طریقہ کونسا ہے؟ کہاں سے پوچھ کے آئے ہو؟ کس کا دامن تھاما ہے؟

کس کا سہارا لیا ہے؟ تیرا مذہب کون سا ہے؟ کس فرقے سے تعلق رکھتے ہو......؟ ان میں سے کوئی بھی سوال نہیں ہوگا۔ بلکہ تین سوال ہوں گے:

من ربک؟ تیرا رب کون ہے؟

ومن نبیک؟ اور تیرا نبی کون ہے؟

وما دینک؟ اور تیرا دین کونسا ہے؟[1]

یہاں بھی کوئی نہیں آیا۔

حشر کا مرحلہ

اب آیا اٹھنے کا مقام (مرحلہ) وہاں بھی کوئی ساتھ نہیں۔ قرآن مجید سورۃ الانعام کا گیارہواں رکوع کھولیں:

﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰی مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ﴾ [2]

(اللہ تعالیٰ فرمائے گا): ”تم ہمارے پاس اکیلے ہی آ گئے، جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو ہم نے تمہیں عطا کیا تھا سب پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ ہم تمہارے ساتھ تمہارے وہ سفارشی نہیں دیکھ رہے جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ تمہارے معاملات میں وہ اللہ کے ساتھ شریک ہیں۔ اب تمہارے درمیان رابطہ کٹ چکا ہے اور تمہیں وہ بھول گیا جو تم گمان کرتے تھے۔“

ایسے اکیلے آئے ہو، تن تنہا آئے ہو جیسے ماں کے پیٹ سے نکلے تھے۔ کوئی تمہارے ساتھ نہیں آیا۔

﴿وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ﴾

---

(۱) ترمذی فی التفسیر، تفسیر سورۃ ابراھیم عن براء بن عازبؓ، وقال حسن صحیح.

(۲) الانعام: ۹۴

"جو ہم نے تم کو دیا وہ چھوڑ کر آئے ہو۔"

﴿وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ﴾

"تمہارے سفارشی تمہارے ساتھ نہیں۔"

تمہارے پیر تمہارے ساتھ نہیں۔ جن کو وسیلہ بنایا، جن کے بارے میں تمہارا یقین تھا کہ ان کے طفیل جان چھوٹے گی، ان کی معرفت بخشے جائیں گے، ان کے وسیلے سے جان بخشی جائے گی، ان کے طفیل ہم کو برأت ہوگی، جنت ملے گی۔ فرمایا:

ان میں سے کوئی تمہارے ساتھ نہیں......؟

﴿الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا﴾

تم سمجھتے تھے کہ یہ بھی عبادت میں، نذر ونیاز میں، خیرات میں، سبیل میں، اِس میں، اُس میں یہ بھی شریک ہیں، ان کے لئے بھی کچھ ہے۔ تم گمان کرتے تھے کہ: نذر اللہ کی تو نیاز حسین کا، لیکن ان میں سے کوئی بھی نہیں آیا......!!

﴿لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ﴾

تمہارے گمان ختم ہوگئے، تمہارے تعلقات ٹوٹ گئے، کچھ نہیں ہے، کوئی بھی نہیں ہے، تمہارا تو کچھ بھی نہیں ہوگا، کوئی چیز نہیں ہوگی۔

مذہب اور طریقہ صرف ایک ہے

تو میرے دوستو!

جو مذہب رسول اللہ ﷺ کا ہے، وہی ہمارا ہوسکتا ہے، جو طریقہ رسول اللہ ﷺ کا ہے وہی ہمارا ہوسکتا ہے، اس سے الگ ہم کوئی مسلک، کوئی طریقہ اختیار نہیں کرسکتے۔ یہاں تو بتاتے ہیں کہ یہ شریعت ہے، یہ طریقت ہے، اللہ نے تو ایک چیز کہی، تم نے دو کہہ دیں۔ سورۃ جاثیہ کا دوسرا رکوع کھولیں۔ فرمایا کہ:

﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾(۱)

''پھر ہم نے آپ کے لئے دین کا طریقہ مقرر کیا، آپ بس اسی کی اتباع کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے۔''

ہم نے تمہارے لئے شریعت مقرر کی، اس پر قائم رہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ سب کو ''اھواء'' کہا ہے۔

اھواء کا مطلب

اھواء کے معنیٰ ہیں خواہش۔ یہ خواہش ھواء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی اتباع سے منع کیا ہے۔ شریعت واضح چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی فرمایا اور قرآن مجید اور حدیث کی کتب نے یہی بتلایا ہے، یہ مسئلہ واضح ہے۔

اگر پوچھو کہ یہ کہاں ہے؟ (تو جواب دیتے ہیں کہ) بابا یہ سینہ بہ سینہ علم چلا آتا ہے۔ یہ بات کہاں ہے؟ کس نے سنا اور کس نے دیکھا؟ کس سے سنا؟ کوئی شاہد نہیں، اس کا کوئی پتہ نہیں۔ بھئی تم تو اکھروں (حرف) کے پڑھے ہوئے ہو۔ بلوچی میں نہیں بلکہ پنجابی زبان میں کہتے ہیں کہ:

اکھراں دے وچ جواڑیا
عشق دی چاڑی مور نہ چڑھیا

''ان حروف میں جو پھنس گیا وہ اس چیز میں نہیں پڑے گا۔ وہ عشق کی سیڑھی نہیں چڑھ سکتا۔''

وہ تو بچارے پہلے ہی کہتے تھے کہ تم بالکل جاہل بنو، تمہارے پاس

---

(۱) الجاثیہ:۱۸

کوئی علم نہ ہو، جب تم کو جاکے پتہ لگے گا۔ کیونکہ جب علم پڑھو گے تو ساری بات سمجھ میں آجائے گی۔ اب جو اللہ نے علم دیا اللہ کے رسول ﷺ نے علم دیا۔ اس کے خلاف بات کون مانے گا؟ (سمجھ میں آئی بات)

رسول اللہ ﷺ کا دین

میرے دوستو! رسول اللہ ﷺ کا دین یہ ہے کہ: ''عبادت کی جتنی بھی اقسام ہیں، وہ سب ایک اللہ کے لیے ہیں، وہ کسی مخلوق کے لیے نہیں ہوسکتیں۔'' منت ماننا کہ میرا کام ہوجائے تو میں یہ کام کردوں گا۔

نیاز کے معنی

نیاز کہتے ہیں جھکنے کو، جیسے شاعرانہ انداز میں ہوتا ہے، ایک ناز ہوتا ہے اور ایک نیاز ہوتا ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم تو نیاز کرتے ہیں، تم ناز کرتے ہو۔

نیاز کے معنی ہے جھکنا، عاجزی کرنا۔ اب یہ دونوں کام اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ نذر اللہ کے لیے اور جھکنا کس کے لیے؟ نیاز اللہ کے لیے۔ دوست! میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ: نیاز اس کے لیے ہوگا جو خود بے نیاز ہو۔ کیا حسین رضی اللہ عنہ اللہ کے آگے نیاز کرنے والے نہیں تھے؟ علی رضی اللہ عنہ اللہ کے آگے نیاز کرنے والے نہیں تھے؟ تو پھر تم کیسے کہہ رہے ہو کہ نذر اللہ نیاز حسین۔ ان لوگوں کا سلام سنا ہے، انہوں نے السلام علیکم کو بھلادیا اور یا علی مدد کو اپنا لیا یہ ہے ان کا سلام۔

حبل من مسد کا واقعہ

مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں بیٹھا کتاب دیکھ رہا تھا، آکے کھڑے ہوگئے۔ پتہ نہیں کون تھے؟ اب ہونا تو یہ

چاہیے تھا کہ وہ السلام علیکم کہتا میں وعلیکم السلام کہتا۔ کیا کہتا ہے: یا علی مدد۔ میں نے کہا: حبل من مسد، حبل من مسد۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ میں نے کیا کہا۔ میں اپنی کتاب دیکھ رہا تھا وہ چپ کر کے چلا گیا۔ اب کیا اس کو کہوں کہ غیر اللہ کی مدد حبل من مسد ہے اور وہ کیا ہے؟ موت ہے۔ یہ ان لوگوں کا حال۔

اللہ کے بندو! سب اللہ کے آگے نیاز کرنے والے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کرنے والے ہیں۔

یہ روایت صحیح ابن حبان (۲۶۰۱۵)، ابن خزیمہ (۶۵۴)، مستدرک حاکم (۱:۲۲۸) وغیرہ میں موجود ہے کہ: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

میں ایک رات اچانک جاگتی ہوں کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ اپنے بستر پر موجود نہیں ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ آپ (ﷺ) کسی اور بیوی کے گھر چلے گئے ہیں۔ (اندھیرا تھا، غریبوں کا گھر تھا بتی وغیرہ نہیں تھی) میں جوش میں اٹھی تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کو لگ گیا۔ آپ ﷺ زمین پر سجدے میں پڑے ہیں۔ میں کہتی ہوں، قربان جاؤں میں کیا خیال (سوچ) کررہی تھی۔ آپ ﷺ کس حال میں پڑے ہیں اور سجدے میں یہ دعا پڑھ رہے ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ، لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ [1]

”اے اللہ! میں تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں، تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں، تیری سزا سے۔ اور تیرے

(۱) مسلم فی الصلوٰۃ باب مایقال فی الرکوع والسجود: ۲۰۳۱۴، ابوداؤد: ۸۷۹، ترمذی: ۳۴۹۳ فی الدعوات.

(عذاب) سے تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں پوری طرح تیری تعریف کرہی نہیں سکتا۔ تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

اے میرے مولا! تیرا غضب بھی حق، تیری رحمت بھی حق ہے، لیکن تیرے غضب سے کہیں پناہ نہیں ملتی۔ لیکن تیری رحمت اور تیری رضا سے پناہ ملتی ہے۔ تیرا عذاب اور تیری عقوبت بھی سخت ہے، لیکن میں اس سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، دوسروں سے بھاگ کر تو تمہارے ہاں پناہ لے سکتا ہوں، لیکن تم سے کہاں بھاگوں۔

وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ، تمہارے سے پناہ بھی تمہارے پاس ہے، تم سے بچاؤ بھی تمہارے پاس ہے۔ میرے لئے کوئی جگہ نہیں۔

لا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ، مجھے طاقت نہیں کہ تیری ثناء کرسکوں۔

اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ، تیری تعریف وہی ہے جوتو نے خودکی۔

مجھے طاقت نہیں کہ میں تیری تعریف کرسکوں۔

اللہ کے بندوں کا حال اپنے مالک کے سامنے یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ﴾ (1)

''جن لوگوں کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری ہی طرح کے بندے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے سوا تم جن کو پکارتے ہو، وہ سب تمہاری طرح میرے محتاج ہیں اور میری بندگی کرنے والے ہیں۔ وہ سب میرے سامنے بے بس ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ

(1) الاعراف: ۱۹۴

عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا☆ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا﴾(۱)

''کہیئے کہ: اللہ کو چھوڑ کر جنہیں تم پکارتے ہو، وہ تم سے تکلیف نہ ہٹاسکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں، جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہوجائے، وہ اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بلاشبہ آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔''

میرے دوستو! اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں بتادیا ہے کہ شرک صرف غیراللہ کو سجدہ کرنے کا نام نہیں، بلکہ غیراللہ کو مشکل کشائی کے لئے پکارنا بھی شرک ہے۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ﴾ - جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں۔

یہاں بت مقصود نہیں وہ انبیاء صالحین اور فرشتے مراد ہیں، جنہیں لوگ زبردستی حاجت روا اور مشکل کشا ٹھرادیتے ہیں۔ بخاری میں عبداللہ بن مسعود سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ:

''اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ جن تھے، جن کی انسان عبادت کرتے تھے۔ پھر وہ مسلمان ہوگئے۔'' (بخاری)

فرمایا:﴿يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾

اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔

وسیلہ تلاش کرنے سے مراد نیک اعمال سے وسیلہ پکڑنا ہے۔ جس طرح سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ (۲)

---

(۱) بنی اسرائیل: ۵۶-۵۷

(۲) المائدہ: ۳۵

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس کے حضور باریابی کے لئے) ذریعہ تلاش کرو۔''

اس آیت سے وہ وسیلہ مراد نہیں جو جاہل لوگ سمجھتے ہیں، جیسے فوت شدہ بزرگوں کی نذر و نیاز ماننا، ان کی قبروں پر غلاف چڑھانا یا میلے وغیرہ کا انتظام کرنا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو صحیح عقیدہ اختیار کرنے اور قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین